کیا یہ سچ نہیں کہ ہجرت کا مفہوم خطروں کے مقام سے اہلِ ایمان کا محفوظ پناہ گاہوں کی جانب نکل جانا ہے؟
کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ پناہ گاہ عطا فرمائی تھی
جو اُن کی اور ان کی والدہ سیدہ مریم کی جائے قرار رہی؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان اور وعدہ ہے

وَمَن يُهَاجِرْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ يَجِدْ فِى ٱلْأَرْضِ مُرَٰغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً (حوالہ النساء۔۱۰۰)

''اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ گاہوں کیلیئے بہت وسیع جگہ اور گذر بسر کیلیئے بڑی وسعت اور فراخی پائے گا''

قرآنِ مجید ماضی کے اُن رسولوں کی نئی جائے قیام کے متعلق نہیں بتاتا جنھوں نے اپنی قوم سے ہجرت کی تھی اور بعد میں ان قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی تھی لیکن ابراھیم علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے کہ ''اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے جہاں والوں کیلیئے برکتیں رکھی تھیں'' (حوالہ الانبیاء۔۷۱) اور پھر بتایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اول قبلہ کعبہ معظمہ کو تعمیر کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے سمندر کے راستے ارض المقدس، یروشلم کی جانب لے گئے تھے۔ ابراھیم علیہ السلام نے اپنی ہجرت کو اپنے رب کی طرف جانا کہا تھا:

وَقَالَ إِنِّى ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّى سَيَهْدِينِ ۝٩٩

''اور انہوں نے کہا ''میں اپنے رب کی طرف جارہا ہوں، وہی مجھے آئندہ بھی راہ دکھائے گا'' (الصافات۔۹۹) یہ ہجرت تھی۔

فَـَٔامَنَ لَهُۥ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ

''ہاں! لوط (علیہ السلام) ان پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے کہا ''میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں'' (حوالہ العنکبوت۔۲۶)

ہجرت لازمی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریون بلاشبہ سچے مسلمان تھے۔ اور جو ہجرت نہیں کرتے ان سے روز قیامت سوال ہے ہجرت کیوں نہیں کی؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی تھی؟ اللہ کا وعدہ یہ ہے

وَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟ فِى ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۟ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً

''اور جن لوگوں نے، اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا، اللہ کی خاطر گھر چھوڑا

انہیں ہم ضرور ٹھہرائیں، اتاریں گے اس دنیا میں عمدہ جگہ پر'' (حوالہ النحل۔۴۱)

''نُبَوِّئَنَّهُمْ''، جمع متکلم مضارع بانون تاکید، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مفعول، معنی ''ہم ان کو ضرور جگہ دیں گے، ہم ان کو ضرور ٹھہرائیں گے، ہم ان کو ضرور اتاریں گے''

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم صدیقہ کے متعلق سورۃ المومنون کی آیت ۵۰ میں ہمیں بتایا ہے:

وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝٥٠

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس خبر کا ترجمہ اور ''تفسیر'' کرنے کا رواج یوں ہے:

[ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی۔ تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔ قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔ سعودی عرب]

''ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو بلند صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگہ میں پناہ دی''، تفسیر: ربوۃ (بلند جگہ) سے بیت المقدس اور معین (چشمہ جاری) سے وہ چشمہ مراد ہے جو ایک قول کے مطابق ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اللہ نے بطور خرق عادت حضرت مریم کے پیروں کے نیچے سے جاری فرمایا تھا جیسا کہ سورۃ مریم میں گزرا''۔]

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن] ''اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین پر جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی''، تفسیر: بلند زمین سے مراد یا بیت المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔ یعنی زمین ہموار فراخ پھلوں والی جس میں رہنے والے با آسائش بسر کرتے ہیں]

[یہ ''تراجم اور تفسیر'' خود ترجمہ ہیں، تفسیر ابن کثیر: الربوة المكان المرتفع من الأرض و هو أحسن ما يكون فيه النبات. "ذات قرار" يقول ذات خصب "و معين" يعني ماء ظاهرا، الماء الجاري.. مكان مرتفع و هو بيت المقدس أو دمشق أو فلسطين، اقوال]

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کروانے کی بنی اسرائیل کی سازش کو اپنی بہترین تدبیر سے ناکام بنا دیا تھا کہ انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا کیونکہ ان کی جانب بنی اسرائیل کو بڑھنے سے روک دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حقیقت بتائی

وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

''اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، جائے قرار اور سرسبز و شاداب'' (حوالہ المومنون۔۵۰)

ءَاوَيْنَٰهُمَآ کا مادہ ''ا و ی'' ہے اور هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر و مؤنث غائب ہے ''ان دونوں ماں بیٹا''۔ قرآنِ مجید میں مادہ

''ا و ی'' کمزوری، ضعف، خطرے سے بچانے یعنی پناہ دینے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ایسا مقام جہاں اطمینان سے رہا جائے کہ یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں، ایسا مقام جہاں انسان کو مغلوب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ان معنی اور مفہوم کی تصدیق کیلئے قرآنِ مجید کی آیات مبارکہ دیکھتے ہیں:

وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى ٱلْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ

''اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور شہر (معاشرے، مکۃ المکرّمہ) میں کمزور تھے۔ڈرا کرتے تھے کہ لوگ تمہیں نگین نہ بنالیں۔

فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ

پھر اس نے تمہیں محفوظ ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت بخشی'' (حوالہ الانفال۔٢٦)

وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَـٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

''اور وہ جنھوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں'' (حوالہ الانفال۔٧٢)

وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا

''اور وہ جنھوں نے (مہاجرین) کو ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہی سچے مومن ہیں'' (حوالہ الانفال۔٧٤)

قَالَ سَـَٔاوِىٓ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِى مِنَ ٱلْمَآءِ

''(نوح علیہ السلام کا بیٹا) بولا ''میں کسی پہاڑ کی جانب پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا'' (حوالہ ھود۔٤٣)

إِذْ أَوَى ٱلْفِتْيَةُ إِلَى ٱلْكَهْفِ

''جب ان نوجوانوں (اصحاب کہف) نے ایک غار میں پناہ لی'' (حوالہ الکھف۔١٠)

عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں تھے۔ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ''اور بنی اسرائیل کی جانب رسول تھے'' (حوالہ آلِ عمران۔٤٩) انہیں خطروں سے محفوظ پناہ گاہ کی ضرورت کیوں؟ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم صدیقہ کو خطرات سے محفوظ پناہ گاہ دینے کی ضرورت کہاں اور کب پیش آئی تھی؟

فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ ٱلْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ (حوالہ آلِ عمران۔٥٢)

''پھر جس وقت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی جانب سے کفر کو آشکارہ محسوس کیا تو انہوں نے کہا ''میرا مددگار کون ہوگا اللہ کی جانب؟''

(جناب راغب نے کہا کہ جب کوئی چیز اس طرح نمایاں اور آشکارہ ہو جائے کہ وہ با آسانی محسوس کی جاسکے تو اس وقت أَحَسَّ بولا جاتا

ہے۔اور آشکارہ ہونے والی چیز اگر خطرناک ہوتو احتیاطی تدبیر کی جاتی ہے)۔ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے وہ مقام خطرناک ہوگیا تھا جہاں وہ بنی اسرائیل میں موجود تھے جب انہوں نے ان کے کفر کو آشکارہ محسوس کرلیا۔اور بنی اسرائیل میں سے کافر گروہ نے انہیں قتل کرانے کی سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین تدبیر فرمائی

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَنكَ

''اور جب میں نے تیری طرف بڑھنے سے بنی اسرائیل کو روک دیا'' (حوالہ المائدہ۔۱۱۰)

عیسیٰ علیہ السلام کیلئے وہ مقام خطرناک ہوگیا تھا،اس لئے جائے ثبات وقرار نہیں تھا،جہاں بنی اسرائیل کے اکابرین رومی فوجی گورنر پر انہیں قتل کرانے کیلئے محض دباؤ ڈال رہے تھے۔اور یہودی اور عیسائی مؤرخین کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قدم اٹھانے سے وہ گریز کررہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ مقام پر پہنچانا ضروری تھا

وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

''اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، جائے قرار اور سرسبز وشاداب''۔

رَبْوَةٍ کا مادہ ''ر ب وٗ'' ہے جس کے معنی وہ چیز ہے جو اوپر چڑھ جائے۔ زمین کا بلند خطہ (تاج ومحیط)۔ان معانی کی تصدیق یہ ہے

فَٱحْتَمَلَ ٱلسَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ''پھر بہاؤ نے پھولے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھالیا'' اور اس کے مقابل بتایا

وَأَمَّا مَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى ٱلْأَرْضِ ''اور جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ تہہ زمین میں بیٹھ جاتی ہے'' (حوالہ الرعد ۱۷)

سیدہ مریم صدیقہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو جو محفوظ ٹھکانا دیا گیا تھا ایک بلند مقام پر تھا۔اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی

وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

'اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز وشاداب''۔

ذَاتِ قَرَارٍ میں ''ذَاتِ'' کے معنی ہیں صاحب، والا (جیسے صاحب اولاد یا عقل وفکر والا، کہتے ہیں)۔ جس رَبْوَةٍ بلند مقام پر ماں بیٹے کو خطرات سے محفوظ ٹھکانا دیا گیا تھا اس کی انفرادیت ذَاتِ قَرَارٍ بتائی گئی ہے۔قَرَارٍ کا مادہ 'ق ر ر' ہے اور معنی کسی چیز کا ٹھہرنا،ٹھہرنے کی جگہ، جم کر رہنا، قرار وثبات ہیں۔ مَعِينٍ کا مادہ ''ع ی ن'' ہے اور اس کے اصلی معنی آنکھ کے ہیں اور باقی سوسے اوپر اس

کے معنی اس سے مستعار ہیں۔ چشمہ، سرسبز وشاداب زمین وغیرہ۔ اس طرح غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ یہ جگہ وہ نہیں ہوسکتی جہاں بنی اسرائیل کا کافر گروہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کروانے کی سازش کر رہا تھا۔ اُس مقام پر تو ان کیلئے خطرے موجود تھے۔ اُس مقام پر تو ماں بیٹا جم کر نہیں رہ سکتے تھے اور نہ ہی اُس مقام پر ان کیلئے قرار وثبات تھا۔ یہ صاحب قرار، سرسبز وشاداب وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی بہترین تدبیر کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کافروں سے الگ ہوکر بنی اسرائیل کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کی زد سے باہر ہوگئے تھے۔

وَءَاوَيْنَـٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ٥ ’اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز وشاداب‘‘ (حوالہ المومنون۔۵۰)۔ اس نکتے پر توجہ فرمائیں کہ خطرات سے نکال کر محفوظ ٹھکانے، جائے قرار کی طرف لے جانے کا فعل هُمَآ ان دونوں ماں بیٹے کیلئے تھا۔ جو بچہ پیدا ہونے سے قبل ابھی ماں کے رحم ہی میں ہو تو اس وقت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ’’ہم نے ان دونوں ماں بیٹا کو محفوظ ٹھکانہ دیا تھا، یا وہاں پہنچایا تھا‘‘۔ اس لئے سیدہ مریم صدیقہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی اس جائے قرار کا اُس مقام سے قطعی کوئی تعلق نہیں جہاں سیدہ مریم صدیقہ نے بیٹے کو جنم دیا تھا۔ اِس جائے قرار کی خصوصیات کو ذہن میں رکھیں اور آئیں دیکھیں اُس مقام کو جہاں سیدہ مریم صدیقہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔

’’فَحَمَلَتْهُ فَٱنتَبَذَتْ بِهِۦ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

’’اور (پھر) اسے اٹھالیا (حاملہ ہوگئیں) جس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ (اپنی رہائش سے) ایک دور جگہ الگ ہوگئیں‘‘ (سورۃ مریم۔۲۲)

مَكَانًا قَصِيًّا دور جگہ، مقام کو کہتے ہیں۔ کیا یہ دور کی جگہ رَبْوَةٍ ایک بلند مقام پر تھی؟ نہیں! کیونکہ قرآنِ مجید نے بتایا ہے

فَأَجَآءَهَا ٱلْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ

’’اور (وضع حمل کے وقت) دردِزہ انہیں ایک کھجور کے تنے کے پاس شروع ہوا‘‘ (حوالہ مریم۔۲۳)

نَخْلَةِ (واحد) کھجور کے درخت کو کہتے ہیں۔ رَبْوَةٍ بلند مقام ٹھنڈے ہوتے ہیں اور پوری دنیا میں کھجور گرم اور خشک علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور سب کو معلوم ہے کہ صحرا میں بعض مقام **(Oasis)** زرخیز زمین کے ایسے ٹکڑے ہوتے ہیں جہاں زیرزمین پانی زمین کی سطح پر یا اس کے قریب تر ہوتا ہے۔ ان مقام سے صحرا کے مسافر پانی لیتے ہیں۔

Oasis:(geography) fertile land in desert, **fertile ground in a desert where the level of underground water rises to or near ground level**, where plants grow and travelers can replenish water supplies

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے جنم کے وقت سیدہ مریم صدیقہ کی غمناک پکار پر انہیں اُس مقام کے متعلق بتایا تھا:

فَنَادَىٰهَا مِن تَحۡتِهَآ أَلَّا تَحۡزَنِي قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيّٗا ﴿٢٤﴾

''پھر انہیں (سیدہ مریم) ایک جانب سے آواز آئی 'غم نہ کریں۔ تیرے رب نے تیرے نیچے پانی رواں کر دیا ہے'' (مریم۔۲۴)
اور ان سے کہا گیا ''اور درخت کے تنے کو ہلائیں تجھ پر تروتازہ کھجوریں گریں گی۔ کھجوریں کھائیں اور پانی پیو''۔ (حوالہ مریم۔۲۵۔۲۶)

ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کے مقامِ پیدائش کو خود دیکھ لیا ہے اس لئے خود فیصلہ کر لیں کہ کیا اِس کا اُس مقام سے کوئی بھی تعلق ہے جہاں ماں بیٹے کو خطروں سے محفوظ ٹھکانہ دیا تھا؟ وَءَاوَيۡنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبۡوَةٖ ذَاتِ قَرَارٖ وَمَعِينٖ ۝ 'اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز وشاداب''۔

عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش اور جوانی میں قتل کئے جانے کی سازش کو ناکام بنانے کیلئے ایک بلند مقام پر محفوظ جائے قرار دونوں ایک دوسرے سے مختلف مقام ہیں اس نکتے سے بھی واضح ہے کہ پیدائش سے قبل بچوں کی جائے قرار ماں کا رحم ہے۔ ''نُقِرُّ فِى الْأَرْحَامِ ۔قرار دیتے ہیں ارحام میں'' (حوالہ الحج۔۵)۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد یہ ہوا تھا

فَأَتَتۡ بِهِۦ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهُۥۖ

''پھر وہ (سیدہ مریم) اسے (نومولود عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں) اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں'' (حوالہ مریم۔۲۷)

واضح ہوا کہ جس مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی اُس مقام پر عیسیٰ علیہ السلام تو کیا خود سیدہ مریم صدیقہ بھی نہیں ٹھہری تھیں جبکہ ذَاتِ قَرَارٖ وہ جگہ ہوتی ہے جہاں انسان ثبات سے رہتا ہے۔ یوں غیر مبہم انداز میں ثابت ہے کہ وہ جگہ مختلف تھی

وَءَاوَيۡنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبۡوَةٖ ذَاتِ قَرَارٖ وَمَعِينٖ ۝

''اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹے کو محفوظ ٹھکانا دیا، ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز وشاداب''

یہ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے سلامتی کا مقام تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود ہی میں اپنے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔ انہوں نے اپنے متعلق لوگوں سے یہ بھی فرمایا تھا:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ

''اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی میں رہوں'' (حوالہ مریم۔۳۱)

''أَيْنَ مَا'' کے معنی ہیں ''جہاں کہیں''۔ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات نہ صرف اُس مقام کے حوالے سے کہی تھی جہاں اُس وقت ماں کی قوم کے اکابرین سے کلام کر رہے تھے بلکہ اس میں ہر جگہ کو شمار کیا تھا جہاں کہیں بھی انہیں اپنی زندگی میں رہنا پڑے گا۔

اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کو خطرے کے اُس مقام سے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا جہاں بنی اسرائیل کے درمیان تھے جوان کو قتل کروانے کی سازش کر رہے تھے'' تو پھر کیا یہ قرآنِ مجید کے بیان اور اس خبر سے انکار کے مترادف نہیں ہوگا کہ ماں بیٹے کو ایک بلند خطہ زمین پر محفوظ ٹھکانے اور جائے قرار پر رہائش پذیر کیا گیا تھا؟

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود ہی میں ان کی قوم سے یہ بھی کہا تھا:

وَٱلسَّلَـٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ (سورۃ مریم۔۳۳)

''اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں مروں گا اور جس دن (یوم بعث) میں زندہ اٹھایا جاؤں گا''

طبعی موت مرنے والے تمام نبیوں اور رسولوں اور مومنین نے پیدائش کے بعد ایک مرتبہ موت کا ذائقہ چکھنا ہوتا ہے اور یوم بعث زندہ اٹھایا جانا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود ہی میں دنیا کو بتا دیا تھا کہ اس معاملے میں وہ دوسروں سے مختلف نہیں۔

قرآنِ مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں تین مقام پر زندہ و سلامت موجود دکھایا ہے:

(۱) جائے پیدائش

(۲) بنی اسرائیل کے درمیان رسالت کے فرائض انجام دیتے ہوئے جہاں انہوں نے ان کے کفر کو محسوس کر لیا اور جہاں ان کے قتل کی سازش ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کافروں سے دور (مطہر) کرنے کے متعلق اپنی تدبیر سے انہیں آگاہ کر دیا تھا۔

(۳) اور پھر ماں بیٹے کو ایک محفوظ ٹھکانا دیا گیا اِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَ مَعِينٍ ''ایک بلند مقام پر، صاحب قرار اور سرسبز و شاداب''۔

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کیلئے اور ان کے ذریعے ہمارے لئے ماضی سے آگے آنے والی کسی بھی بات، تصور، روایت کو تسلیم کرنے کیلئے پیمانہ اور معیار مقرر فرمایا ہوا ہے:

ٱئۡتُونِي بِكِتَـٰبٖ مِّن قَبۡلِ هَـٰذَآ أَوۡ أَثَـٰرَةٖ مِّنۡ عِلۡمٍ إِن كُنتُمۡ صَـٰدِقِينَ ۝

’’میرے پاس اس (قرآنِ مجید) سے قبل کی کتاب لاؤ یا علم کا کوئی نشان لاؤ اگر تم سچے ہو‘‘ (حوالہ الاحقاف۔۴)

آقائے نامدار ﷺ سے قرآنِ مجید میں کہلوائے گئے اس فرمان کے مطابق اگر کسی بھی بات، خیال کی تائید نازل کردہ کتاب یا آثار علم میں نہیں ہے تو پھر اس کو سچ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ تصور، تخیل، گمان کی دنیا میں کوئی مگن رہنا چاہتا ہے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ علم ٹھوس حقیقت ہے۔ علم وہ ہے جس کی زمان کے ہر دور میں تصدیق ہو سکے۔ علم وہ ہے جسے ثابت کیا جا سکے۔ علم وہ ہے جس کا ظاہر ثبوت ہو۔ علم وہ ہے جس کیلئے ءایۃ، بُرۡهَـٰنَ ، أَثَـٰرَةٖ موجود ہو اور ہمارے آقا، آقائے نامدار ﷺ نازل کردہ کتاب اور آثار علم کے سوا کسی بات کو علم اور ثبوت نہیں مانتے۔ اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں آپ ﷺ کی اطاعت (قول ماننے) اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل نے کہا تھا ’’ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے‘‘۔ ایک توجہ اور غور طلب اہم نکتہ یہ ہے کہ ان کے قتل کرنے کے جھوٹے قول کی تردید میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ’’وَمَا صَلَبُوہُ‘‘ انہیں صلیب پر بھی نہیں لے جایا گیا تھا۔ بنی اسرائیل صلیب پر قتل کو تذلیل کی دلیل سمجھتے اور مانتے تھے اور ایسے شخص کو معزز نہیں گردانتے تھے۔ سلام ہو عیسیٰ علیہ السلام پر۔ پیدائش سے قبل ہی ان کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم صدیقہ کو بتا دیا گیا تھا کہ وَجِيهٗا فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ ’’دنیا اور آخرت دونوں میں معزز، آبرو والے ہوں گے‘‘۔ جھوٹے قول کی نفی کرنے کے بعد تذلیل کا پہلو رکھنے والی جھوٹی اختراع کی گئی بات کی بھی نفی کر دی گئی کہ وہ صلیب پر بھی نہیں لے جائے گئے تھے۔ اور اس بات سے اختلاف کرنے والوں کے متعلق یہ بتانے کے بعد کہ اختلاف کسی علم کی بنا پر نہیں بلکہ محض گمان سے کرتے ہیں اس حقیقت کو پرزور انداز میں ایک بار پھر دہرایا کہ ’’انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ اللہ نے اپنی جانب رفعتیں عطا فرمائیں‘‘۔ بنی اسرائیل کے نزدیک صلیب ذلت و رسوائی کا مفہوم لئے ہوئے تھی اور رفعتیں، بلندیاں اس کی ضد ہے۔